فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۳۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): الاعتقاد القادری نامی کتاب کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

(جواب): عباسی خلیفہ قائم بامراللہ ہاشمی رحمہ اللہ (۴۶۷ھ) نے تقریباً 430 ہجری میں الاعتقاد القادری کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی واتفاقی عقیدہ شائع کیا، جسے اس دور کے تمام اہل علم کی تائید حاصل تھی اور اس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق وفاجر قرار پایا۔

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِقَادُ الْقَادِرِيُّ الَّذِي فِيهِ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَالْإِنْكَارُ عَلٰى أَهْلِ الْبِدَعِ .

''الاعتقاد القادری میں اہل سنت والجماعت کا مذہب بیان ہوا ہے، نیز اس میں اہل بدعت کا رد بھی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 14/16)

(سوال): نبی کریم ﷺ کی کنیت کیا تھی؟

(جواب): متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' تھی۔

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَ أَنَّ كُنْيَتَهٗ أَبُو الْقَاسِمِ .

''تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' تھی۔''

(تاریخ الإسلام :488/1)

سوال: اسلامی عقائد میں بگاڑ کا سبب کیا ہے؟

جواب: اسلامی عقائد میں بگاڑ کی بڑی وجہ تقلید ہے۔ عقائد کے حوالہ سے عافیت ائمہ اہل سنت والجماعت اور محدثین کرام کی پیروی میں ہے۔ جو محدثین سے جدا ہوا، وہ ملحد اور نفس پرست بن گیا۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

دَخَلَ إِبْلِيسُ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي عَقَائِدِهَا مِنْ طَرِيقَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا التَّقْلِيدُ لِلْآبَاءِ وَالْأَسْلَافِ، وَالثَّانِي الْخَوْضُ فِيمَا لَا يُدْرَكُ غَوْرُهُ ...... فَأَمَّا الطَّرِيقُ الْأَوَّلُ فَإِنَّ إِبْلِيسَ زَيَّنَ لِلْمُقَلِّدِينَ أَنَّ الْأَدِلَّةَ قَدْ تَشْتَبِهُ وَالصَّوَابَ قَدْ يَخْفٰى وَالتَّقْلِيدُ سَلِيمٌ، وَقَدْ ضَلَّ فِي هٰذَا الطَّرِيقِ خَلْقٌ كَثِيرٌ وَبِهِ هَلَاكُ عَامَّةِ النَّاسِ فَإِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى قَلَّدُوا آبَاءَ هُمْ وَعُلَمَاءَ هُمْ فَضَلُّوا وَكَذٰلِكَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْعِلَّةَ الَّتِي بِهَا مَدَحُوا التَّقْلِيدَ بِهَا يُذَمُّ لِأَنَّهٗ إِذَا كَانَتِ الْأَدِلَّةُ تَشْتَبِهُ وَالصَّوَابُ يَخْفٰى وَجَبَ هَجْرُ التَّقْلِيدِ لِئَلَّا يُوقِعُ فِي ضَلَالٍ وَقَدْ ذَمَّ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالَى الْوَاقِفِينَ مَعَ تَقْلِيدِ آبَائِهِمْ وَأَسْلَافِهِمْ.

''ابلیس نے اس امت کے عقائد پر دو راستوں سے حملہ کیا ہے۔ ① آباء واجداد اور اسلاف کی تقلید ② ان چیزوں میں غور وخوض کرنا، جن تک رسائی

ممکن نہیں۔......رہا پہلا راستہ، تو ابلیس نے مقلدین کے لیے یہ مزین کر دیا کہ (کتاب وسنت کے) دلائل مشتبہ ہیں اور حق مخفی ہے، لہٰذا (بڑوں کی) تقلید کرنے میں ہی سلامتی ہے۔ اس راستے میں بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے، اکثر لوگوں کی ہلاکت اسی وجہ سے ہوئی، کیونکہ یہود ونصاریٰ نے اپنے آباء واجداد اور علما کی تقلید کی اور گمراہ ہو گئے، اسی طرح اہل جاہلیت کے ساتھ ہوا۔ جان لیجئے کہ جس دلیل سے بدعتی بدعت کی مدح کرتے ہیں، اسی سے اس کی مذمت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ جب دلائل مشتبہ ہیں اور حق مخفی ہے، تو پھر تقلید کو ترک کرنا واجب ہے، تاکہ وہ اسے گمراہی میں مبتلا نہ کر دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آباء اور اسلاف کی تقلید کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔''

(تلبيس إبليس، ص 74)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدْ لَبَّسَ إِبْلِيسُ عَلٰى جُمْهُورِ الْعَوَّامِ بِالْجِرْيَانِ مَعَ الْعَادَاتِ وَذٰلِكَ مِنْ أَكْثَرِ أَسْبَابِ هَلَاكِهِمْ فَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّهُمْ يُقَلِّدُونَ الْآبَاءَ وَالْإِسْلَافَ فِي اعْتِقَادِهِمْ عَلٰى مَا نَشَئُوا عَلَيْهِ مِنَ الْعَادَةِ فَتَرَى الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَعِيشُ خَمْسِينَ سَنَةً عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ أَبُوهُ وَلَا يَنْظُرُ أَكَانَ عَلٰى صَوَابٍ أَمْ عَلٰى خَطَأٍ وَمِنْ هٰذَا تَقْلِيدُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى وَالْجَاهِلِيَّةِ أَسْلَافَهُمْ.

''ابلیس نے اکثر لوگوں کے ساتھ چال چلی کہ وہ اپنی عادات اور ریت رواج کو جاری رکھیں، لوگوں کی ہلاکت کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ اسی وجہ سے

لوگ اپنے آباء واجداد اور اسلاف کی ان عقائد میں تقلید کرتے ہیں، جنہیں دیکھتے دیکھتے انہوں نے ہوش سنبھالا ہے، آپ کسی مقلد آدمی کو دیکھیں، جو پچاس سال تک اسی عقیدہ پر زندگی گزارتا ہے، جس پر اس نے اپنے والد کو دیکھا ہوتا ہے، وہ غور نہیں کرتا کہ اس کا والد حق پر تھا یا غلطی پر۔ اسی طرح یہود ونصاریٰ اور اہل جاہلیت بھی اپنے اسلاف کی تقلید کرتے تھے۔''

(تلبیس إبلیس، ص351)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ روایت ہے:

إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ عَلَى الْوُضُوءِ بِأَحَدٍ .

''ہم وضو کرنے میں کسی سے مدد نہیں لیتے۔''

جواب: بے سند ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ .

''باطل اور بے اصل روایت ہے۔''

(المَجموع :339/1)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (٨٠٤ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يُخْرِجْهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ .

''کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث نہیں ملی۔''

(البدر المُنیر : 242/2)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْهُ .

''مجھے اس کی سند نہیں ملی۔''

(التّلخيص الحبير :292/1)

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أُحِبُّ أَنْ يُعِينَنِي عَلٰى وُضُوئِي أَحَدٌ .

''میں پسند نہیں کرتا کہ میں وضو کرنے میں کسی سے مدد لوں۔''

(مسند أبي يعلى : 231، الكامل لابن عدي : 263/8، مسند البزّار [كشف الأستار]: 260)

سند سخت ضعیف ہے۔

① نضر بن منصور ابو عبد الرحمٰن ''ضعیف'' ہے۔

② ابو الجنوب عقبہ بن علقمہ یشکری ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ سَنَدُهٗ فِي الصِّحَّةِ كَسَنَدِ حَدِيثِ الْاِسْتِعَانَةِ الَّتِي دَلَّ عَلَيْهَا هٰذَا الْحَدِيثُ .

''صحت میں اس روایت کی سند اس روایت کی سند جیسی نہیں، جس میں وضو میں دوسرے سے مدد لینا کا جواز ہے۔''

(شرح الإلمام : 479/3)

سوال: کیا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو زبان نبوت سے جنتی کہا گیا؟

(جواب): صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

جَاءَ مِنْ أَوْجُهٍ مُتَوَاتِرَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ، وَعَدَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَشَهِدَ لَهُ بِالشَّهَادَةِ .

''مختلف متواتر احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوش خبری دی ہے، انہیں جنتی کہا ہے اور ان کے لیے شہادت کی گواہی دی ہے۔''

(الإصابة : 4/456)

(سوال): کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک ہوئے؟

(جواب): کوئی صحابی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک نہیں ہوا۔

امام حاکم رحمہ اللہ (۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الَّذِي ادَّعَتْهُ الْمُبْتَدِعَةُ مِنْ مَعُونَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلٰى قَتْلِهٖ، فَإِنَّهٗ كَذِبٌ وَزُورٌ فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ بِخِلَافِهٖ .

''اہل بدعت جو دعویٰ کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر معاونت کی ہے، یہ جھوٹ اور ظلم ہے، متواتر روایات اس کے برخلاف ہیں۔''

(المُستدرك على الصّحيحين، تحت الرقم : 4555)

(سوال): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار بیٹیاں تھیں۔

۞ علامہ فاسی رحمہ اللہ (۸۳۲ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِي تَرْتِيبِ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّ زَيْنَبَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقَيَّةُ، ثُمَّ الثَّالِثَةُ أُمُّ كُلْثُومَ، ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''متواتر احادیث کی رو سے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی بیٹی زینب، دوسری رقیہ، تیسری اُم کلثوم اور چوتھی فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں، واللہ اعلم!''

(العِقد الثّمين : 423/6)

سوال: نبی کریم ﷺ کو ایسی صفت کے ساتھ متصف کرنا، جو آپ ﷺ کے لیے ثابت نہ ہو، کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت اہل حدیث وحی کا اتباع کرتے ہیں، قرآن وسنت سے سر مو منحرف نہیں، ہر ایک کو اس کا حق دیتے ہیں۔ ہر ایک کے حقوق کا لحاظ کرتے ہیں۔ یقیناً وہ نبی کریم ﷺ کے حقوق میں بھی ذرا برابر کوتاہی نہیں کرتے۔

نبی کریم ﷺ کی صفات کتاب وسنت میں ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی اپنی طرف سے صفات بناتا رہے، عظمت وہی ہے، جو کتاب وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کر دی۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی کسی متفق ثابت صفت کا انکار کرنا بھی کفر ہے اور جو صفت نبی کریم ﷺ کے لیے ثابت ہی نہیں، اسے نبی کریم ﷺ کی صفت بنانا بھی کفر ہے۔

۞ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ وَصْفَهٗ بِغَيْرِ صِفَتِهٖ تَكْذِيبٌ لَهٗ؛ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ كُلَّ صِفَةٍ

أَجْمَعُوا عَلٰى ثُبُوتِهَا لَهٗ يَكُونُ إِنْكَارُهَا كُفْرًا .

''نبی کریم ﷺ کو ایسے وصف سے متصف کرنا، جو آپ کا وصف نہیں ہے، آپ کی تکذیب ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے جس وصف کے ثبوت پر اہل علم کا اجماع ہو، اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔''

(الزّواجر عن اقتراف الكبائر :47/1، أشرف الوسائل، ص 43)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ وَصْفَهٗ بِغَيْرِ صِفَتِهِ الثَّابِتَةِ بِالتَّوَاتُرِ نَفْيٌ لَهٗ وَتَكْذِيبٌ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم ﷺ کو آپ کی متواتر ثابت صفات کے علاوہ کسی صفت سے متصف کرنا، آپ ﷺ کی ذات کا انکار اور تکذیب کے مترادف ہے۔''

(جمع الوسائل :49/1)

سوال: کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن میں صحابی کہا گیا؟

جواب: قرآن کریم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابی کہا گیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التّوبة : ٤٠)

''دو میں سے دوسرے، جب وہ دونوں غار میں تھے، تو وہ (نبی ﷺ) اپنے ساتھی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کیجئے، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

❁ اس آیت کے تحت حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الصَّاحِبَ الْمَذْكُورَ أَبُو بَكْرٍ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (آیت میں) مذکور ''صاحب'' سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(تاریخ الخلفاء، ص 41)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُفَسِّرُونَ .

''(اس آیت میں صاحب سے مراد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔) اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔''

(جَمع الوسائل : 221/2)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

أَعْطٰى رَجُلًا عَطَاءً وَزَادَهٗ أَلْفًا، فَقِيلَ لَهٗ : لَوْ زِدْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهٗ ابْنُكَ وَهُوَ لِذٰلِكَ مُسْتَحِقٌّ، فَقَالَ : هَذَا ثَبُتَ أَبُوهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ أَبُو هٰذَا .

''آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو وظیفہ دیا، تو ایک ہزار (درہم یا دینار) زائد دے دیے، آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اگر آپ (اپنے بیٹے) عبداللہ بن عمر کو زائد وظیفہ دے دیتے، وہ آپ کا بیٹا بھی ہے اور اس کا مستحق بھی۔ فرمایا: اس شخص کا باپ غزوہ اُحد میں ثابت قدم رہا، جبکہ عبداللہ کا باپ (عمر) ثابت قدم نہیں رہا۔''

(أنساب الأشراف : 304/10)

(جواب): سند سخت ضعیف ہے۔

① فضیل بن عیاض (۱۸۷ھ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ لہٰذا سند معضل ہے۔

② فیض بن اسحاق رقی ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۱۲/۹'' میں ذکر کیا ہے۔ نیز فرمایا ہے:

كَانَ مِمَّنْ يُخْطِئُ .

''غلطیاں کرنے والا راوی ہے۔''

③ مؤرخ احمد بن یحییٰ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں۔

④ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْمَنْسُوبُ إِلَيْهِ .

''انساب الاشراف بلاذری کی طرف منسوب ہے۔''

(البداية والنّهاية : 14/446)

(سوال): سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں کتنی قرآنی آیات نازل ہوئیں؟

(جواب): سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں سولہ آیات قرآنیہ نازل ہوئیں۔

❁ امام ابن شاہین رحمہ اللہ (۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

نَزَلَ الْقُرْآنُ بِبَرَاءَتِهَا سِتَّ عَشْرَةَ آيَةً مُتَوَالِيَةً .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں لگاتار سولہ آیات نازل ہوئیں۔''

(شرح مَذاهب أهل السّنّة، تحت الرقم : 190)

سوال: کیا سارے کے سارے رسول بشر تھے؟

جواب: قرآن، حدیث اور اجماع اُمت اس پر دلیل ہیں کہ تمام انبیا اور رسل بشر تھے اور مرد تھے۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ الرُّسَلَ كَانُوا مِنَ الْبَشَرِ .

''تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام رسول بشر تھے۔''

(تفسير القُرطبي :272/11)

سوال: کیا جنت اور جہنم پیدا ہو چکی ہیں؟

جواب: قرآن، حدیث اور اُمت کے اجماع سے ثابت ہے کہ جنت اور جہنم دونوں وجود میں آ چکی ہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

الْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَوْجُودَتَانِ الْآنَ، فَالْجَنَّةُ مُعَدَّةٌ لِلْمُتَّقِينَ، وَالنَّارُ مُعَدَّةٌ لِلْكَافِرِينَ، كَمَا نَطَقَ بِذٰلِكَ الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ، وَتَوَاتَرَتْ بِذٰلِكَ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَهٰذَا اعْتِقَادُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ أَجْمَعِينَ، الْمُتَمَسِّكِينَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، وَهِيَ السُّنَّةُ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ، خِلَافًا لِمَنْ زَعَمَ أَنَّهُمَا لَمْ يُخْلَقَا بَعْدُ وَإِنَّمَا يُخْلَقَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهٰذَا الْقَوْلُ قَالَهٗ مَنْ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَى الْأَحَادِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلٰى صِحَّتِهَا، وَإِخْرَاجُهَا

فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنْ كُتُبِ الْإِسْلَامِ الْمُعْتَمَدَةِ الْمَشْهُورَةِ بِالْأَسَانِيدِ الصَّحِيحَةِ وَالْحَسَنَةِ، مِمَّا لَا يُمْكِنُ دَفْعُهُ وَلَا رَدُّهُ، لِتَوَاتُرِهِ وَاشْتِهَارِهِ .

''جنت اور جہنم اس وقت موجود ہیں۔ جنت پرہیز گاروں اور جہنم کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جیسا کہ قرآن عظیم اور رسول اللہ ﷺ کی متواتر احادیث میں ثابت ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا (متفقہ) عقیدہ ہے، یہی جماعت عروہ وثقی کو تھامے ہوئے ہے اور قیامت تک قائم رہے گی۔ ان کے برخلاف بعض کا نظریہ ہے کہ جنت وجہنم ابھی پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ قیامت کے دن پیدا کی جائیں گی۔ جس نے بھی یہ نظریہ پیش کیا ہے، اس نے اتفاقی واجماعی صحیح احادیث کا مطالعہ نہیں کیا۔ ان احادیث کا صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر مشہور معتمد اسلامی کتب میں صحیح یا حسن سند کے ساتھ آنا ایسی دلیل ہے کہ جسے کا رد نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ احادیث متواتر اور مشہور ہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 421/20)

سوال: بعض لوگ مزارات کی زیارت کے وقت اُلٹے پاؤں چلتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بدعت ہے۔ مزارات کی تعظیم میں غلو ہے۔

✿ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۸ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ أَدَّتْ هٰذِهِ الْبِدْعَةُ الَّتِي أَحْدَثُوهَا وَعَلَّلُوهَا إِلٰى أَنْ صَارُوا يَفْعَلُونَهَا مَعَ مَشَايِخِهِمْ وَمَعَ كُبَرَائِهِمْ وَعِنْدَ الْمَقَابِرِ الَّتِي يَحْتَرِمُونَهَا

وَيُعَظِّمُونَ أَهْلَهَا وَيَزْعُمُونَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ بَابِ الْأَدَبِ .

(مسجد حرام اور مسجد نبوی سے نکلتے وقت الٹے پاؤں چلنے) کی بدعت جو لوگوں نے گھڑ لی اور اسے ادب کا نام دیا ہے، نے یہ صورت اختیار کر لی کہ اہل بدعت اپنے قابل احترام مشائخ، بزرگوں اور ان کی قبروں کی زیارت کے وقت بھی ایسا کرنے لگے۔ وہ اسے بھی ادب خیال کرتے ہیں۔''

(المَدخل: 238/4)

سوال: سنی اور بدعتی کا فرق کیسے کریں گے؟

جواب: جو ائمہ اہل سنت اور محدثین عظام کے عقیدہ ومنہج پر ہو، وہ سنی ہے اور جو ان کے عقائد اور منہج سے ہٹا ہوا ہو، وہ بدعتی ہے۔

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَسَمّٰى بِالسُّنِّيِّ وَإِذَا سَمِعَ سُنَّةً مِنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهُ رَأْيٌ رَجَّحَ رَأْيَهُ عَلَيْهَا، وَأَيُّ فَرْقٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُبْتَدِعِ؟ .

''مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو خود کو سنی کہتا ہے، مگر جب وہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتا ہے، تو اپنی رائے کو حدیث پر ترجیح دیتا ہے۔ بھلا ایسے شخص اور بدعتی میں کیا فرق ہے؟''

(شرح الطّيبي: 1139/4)

ہمارے دور میں مشرک، بدعتی، جہمی، معتزلی، اشعری، ماتریدی، اہل کلام، ملحد اور اہل تقلید قسم کے لوگوں نے اپنا نام اہل سنت والجماعت رکھ لیا ہے، جبکہ یہ اہل سنت نہیں، بلکہ

اہل کلام، اہل بدعت اور اہل تقلید ہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّا نَرٰی أَنَّ كُلَّ مُبْتَدِعٍ فِي زَعْمِنَا يَزْعُمُ أَنَّهٗ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ .

''ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہر بدعتی خود کو اہل سنت ہی سمجھتا ہے۔''

(تلبيس إبليس، ص 16)

سوال: کیا امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عورت سے غیر فطری مجامعت جائز ہے؟

جواب: امام مالک رحمہ اللہ سے ایسا کچھ ثابت نہیں۔ آپ رحمہ اللہ بھی اسے حرام ہی سمجھتے تھے۔

❀ امام مالک رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَا عَلِمْتُهٗ حَرَامٌ .

''میرے علم کے مطابق یہ حرام ہے۔''

(السّنن الكبرٰى للنّسائي : 9128، وسندهٗ صحيحٌ، طبع دار التأصيل)

تحفۃ الاشراف للمزی (۷۳۱۴) میں مَا عَلِمْتُ حَرَامًا کے الفاظ ہیں۔ یہ نسخے کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

تنبیہ:

❀ معن بن عیسیٰ سے یہ الفاظ منسوب ہیں:

مَا أَعْلَمُ فِيهِ تَحْرِيمًا .

''میں (مالک) اسے حرام نہیں سمجھتا۔''

(التّلخيص الحَبير لابن حجر : 393/3)

۞ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

حُكِيَ عَنْ مَالِكٍ فِي كِتَابٍ يُسَمّٰى كِتَابُ السِّرِّ، وَنُسِبَ الْكِتَابُ إِلٰى مَالِكٍ، وَحُذَّاقُ أَصْحَابِهٖ وَمَشَايِخُهُمْ يُنْكِرُونَهٗ، وَقَدْ حَكَى الْعُتَبِيُّ إِبَاحَةَ ذٰلِكَ عَنْ مَالِكٍ، وَأَظُنُّهٗ مِنْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ الْمُنْكَرِ نَقَلَ، وَقَدْ تَوَارَدَتْ رِوَايَاتُ أَصْحَابِ مَالِكٍ عَنْهُ بِإِنْكَارِ ذٰلِكَ الْقَوْلِ وَتَكْذِيبِهٖ لِمَنْ نَقَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ .

''غیر فطری مجامعت کا جواز امام مالک رحمہ اللہ سے ''کتاب السر'' نامی کتاب میں منقول ہے، یہ کتاب امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے، جبکہ امام مالک رحمہ اللہ کے اصحاب اور مالکی مشائخ اس کا انکار کرتے ہیں۔عتبی نے امام مالک رحمہ اللہ سے غیر فطری مجامعت کا جواز نقل کیا ہے، میرا گمان ہے کہ وہ اسی منکر کتاب سے نقل کیا ہو گا۔امام مالک رحمہ اللہ کے اصحاب سے کئی روایات منقول ہیں، جس میں اس قول کا انکار کیا گیا ہے اور اس قول کو امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے کی تکذیب کی گئی ہے۔''

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 157/4، تفسير القُرطبي : 93/3)

۞ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (٧٣٨ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ رِوَايَةٌ مُنْكَرَةٌ عَنْهُ لَا أَصْلَ لَهَا .

''امام مالک رحمہ اللہ سے یہ روایت منکر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(المَدخل : 192/2)

۞ علامہ خلیل بن اسحاق مالکی رحمہ اللہ (٧٧٦ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ الْأَبْهَرِيُّ وَغَيْرُهٗ يُنْكِرُهٗ، وَيَقُولُ : كَانَ مَالِكٌ أَتْقَى النَّاسِ لِلّٰهِ أَنْ يُسَامِحَ بِدِينِهٖ أَحَدًا أَوْ يُرَاعِيَهٗ، وَقَدْ نَظَرْتُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فَوَجَدتُهٗ يَنْقُضُ بَعْضُهٗ بَعْضًا، وَلَوْ سَمِعَ مَالِكٌ مَنْ يَتَكَلَّمُ بِمَا فِيهِ لَأَوْجَعَهٗ ضَرْبًا، وَقَدْ سُئِلَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْهُ فَقَالَ : لَا يُعْرَفُ لِمَالِكٍ كِتَابُ سِرٍّ .

''علامہ ابوبکر ابہری رحمہ اللہ (۳۷۵ھ) وغیرہ نے اس کتاب کا انکار کیا ہے۔ کہتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے، کہ وہ دینی معاملات میں کسی کی موافقت کریں یا کسی کا لحاظ رکھیں۔ میں نے اس کتاب کو بغور دیکھا ہے، اس میں بہت زیادہ تعارض پایا جاتا ہے۔ جو باتیں اس کتاب میں ہیں، اگر امام مالک رحمہ اللہ کسی کو وہ باتیں کرتا سن لیتے، تو اُسے سختی کے ساتھ مارتے۔ ابن قاسم رحمہ اللہ سے اس کتاب کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا: امام مالک رحمہ اللہ سے کتاب السر ثابت نہیں۔''

(التّوضيح :231/1)

✿ علامہ دمامینی رحمہ اللہ (۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا نُسِبَ هٰذَا إِلَيْهِ فِي كِتَابِ السِّرِّ، وَهُوَ كِتَابٌ مَجْهُولٌ، لَا يَجُوزُ اعْتِمَادُ النَّقْلِ مِنْهُ أَصْلًا .

''امام مالک رحمہ اللہ کی طرف یہ قول کتاب السر میں منسوب کیا گیا ہے، یہ کتاب مجہول ہے، اس کی نقل پر سرے سے اعتماد ہی جائز نہیں۔''

(مَصابيح الجامع : 169/8)

سوال: کیا خلیفہ کا بنو ہاشم سے ہونا ضروری ہے؟

جواب: خلیفہ کا بنو ہاشم سے ہونا ضروری نہیں۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِجْمَاعَ قَدِ انْعَقَدَ عَلٰى إِمَامَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانَ وَلَيْسُوا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ .

''سیدنا ابوبکر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، آپ دونوں بنو ہاشم سے نہیں تھے۔''

(تفسير القرطبي :271/1)

سوال: مکہ کے مکانات کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مکہ کے مکانات کی خرید وفروخت بالاجماع جائز ہے۔ اس کے جواز پر صحیح بخاری (۳۰۵۸) کی حدیث دلیل ہے۔

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَزَلْ أَهْلُ مَكَّةَ يَتَصَرَّفُونَ فِي دُورِهِمْ تَصَرُّفَ الْمُلَّاكِ، بِالْبَيْعِ وَغَيْرِهٖ، وَلَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ، فَكَانَ إِجْمَاعًا .

''ہمیشہ سے اہل مکہ اپنے گھروں کی خرید وفروخت وغیرہ کرتے آئے ہیں، ان پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا، لہٰذا اس کے جواز پر اجماع ہے۔''

(المُغني : 197/4)

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَكَّةُ مُنَاخٌ لَا تُبَاعُ رِبَاعُهَا، وَلَا تُؤَاجَرُ بُيُوتُهَا .

''مکہ اقامت گاہ ہے، اس کی زمین کی خرید وفروخت جائز نہیں، نہ اس میں موجود گھروں کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 3018، المستدرك للحاكم : 2326)

سند سخت ضعیف ہے۔

① اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر بجلی ''ضعیف'' ہے۔

② ابراہیم بن مہاجر ''کثیر الخطا'' ہے۔

❀ دوسری روایت ہے:

مَكَّةُ حَرَامٌ وَحَرَامٌ بَيْعُ رِبَاعِهَا وَحَرَامٌ أَجْرُ بُيُوتِهَا .

''مکہ حرم ہے، اس کی زمین کی خرید وفروخت حرام بھی حرام ہے اور اس کے گھروں کو کرایہ پر دینا بھی حرام ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 3014)

سند سخت ضعیف ہے۔

① نعمان بن ثابت ابوحنیفہ بالاتفاق ضعیف ہے۔

② عبیداللہ بن ابی زیاد قداح ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ أَكْثَرُهُمْ .

''اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(المَجموع : 56/8)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البدر المُنير : 338/9)

❀ حافظ ابن العراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اسے اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(طَرح التّثريب : 204/5)

③ اس روایت کو مرفوع بیان کرنا خطا ہے، یہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے موقوف ہے اور اس کی سند بھی ثابت نہیں۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ رَفْعُهُ، وَفِي ثُبُوتِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَيْضًا نَظَرٌ .

''اس روایت کو مرفوع بیان کرنا ثابت نہیں، نیز اس روایت کا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ثابت ہونا بھی محل نظر ہے۔''

(مَعرفة السنن والآثار : 214/8)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

نُهِيَ عَنْ أُجُورِ بُيُوتِ مَكَّةَ وَعَنْ بَيْعِ رِبَاعِهَا .

''مکہ کے گھروں کو کرایے پر دینا اور ان کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے۔''

(المَطالب العَالية لابن حَجَر : 1210)

سند ضعیف ہے۔حجاج بن ارطاۃ ضعیف اور مدلس ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰی أَنَّهُ مُدَلِّسٌ، وَضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ، فَلَمْ يَحْتَجُّوا بِهِ .

''یہ بالاتفاق مدلس ہے، جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی۔''

(تهذيب الأسماء واللُّغات :153/1، المَجموع :274/1)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(عُمدة القاري : 250/6)

علمائے احناف نے اس مسئلہ میں جھوٹی حدیثیں بیان کی ہیں۔

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

مَنْ آجَرَ أَرْضَ مَكَّةَ فَكَأَنَّمَا أَكَلَ الرِّبَا .

''جس نے مکہ کی زمین کو کرایہ پر دیا، گویا اس نے سود کھایا۔''

(الهِداية : 379/4)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر معروف'' قرار دیا ہے۔

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 801/5)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ .

''ان الفاظ سے یہ حدیث بے اصل ہے۔''

(البِناية : 230/12)

❀ نبی کریم ﷺ سے منسوب ہے:

مَكَّةُ حَرَامٌ لَا تُبَاعُ رِبَاعُهَا وَلَا تُورَثُ .

''مکہ حرم ہے، اس کی زمین کو بیچا نہیں جا سکتا اور نہ اس کا وارث بنا جا سکتا ہے۔''

(الهِداية : 379/4)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر معروف'' قرار دیا ہے۔

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 801/5)